قائد اعظم کے آخری ایّام

کتاب کا نام:	قائد اعظم کے آخری ایّام
مصنف:	کرنل الٰہی بخش
تبصرہ نگار:	نزہت گل بقائی
پبلشرز:	مکتبہ المعارف
سالِ اشاعت:	۱۹۴۹ء
صفحات:	۱۲۲

اس کتاب پر تبصرے کا مقصد قائد اعظم محمد علی جناح کی شخصیت کے اس پہلو کی طرف توجہ دلانا ہے کہ ایک شخص زندگی اور موت کی جنگ میں مبتلا ہے اُس وقت بھی اُس کی توجہ اپنے فرائض منصبی کی طرف ہے۔ اس کتاب میں بیماری کی اُس جنگ کی کہانی بیان کی گئی ہے جو قائد نے موت سے لڑی۔ بے شک اِس جنگ میں انسان کے مقدر میں ظاہری ہار ہے۔ مگر حوصلے، ہمت اور عزم سے اُس کا مقابلہ کرنا اور اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہنا یہ صرف اولوالعزم اور عظیم لوگوں کے ہی نصیب میں ہے اور قائد اعظم محمد علی جناح کا شمار ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے۔ یہ کتاب اُن المناک اور نا قابلِ فراموش واقعات کا مرقع ہے جو دورانِ علاج پیش آئے۔

یہ کتاب قائد اعظم محمد علی جناح کے ذاتی معالج ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش کی انگریزی تصنیف *The Last Days of Quaid-i-Azam* کا اُردو ترجمہ ہے۔ اِس کا ترجمہ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم اور خواجہ منظور حسین کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۴۹ء میں شائع ہوئی لیکن اس میں اُس وقت کی حکومت کے خلاف واقعات کی بنا پر اِس پر پابندی لگا دی گئی۔ تاہم ۱۹۷۸ء میں قائد اعظم اکیڈیمی کراچی نے اسے دوبارہ شائع کیا۔

کتاب میں مصنف نے ان المناک اور نا قابلِ فراموش واقعات کا ذکر کیا ہے جو دورانِ علاج پیش آئے۔ کراچی سے زیارت، زیارت سے کوئٹہ اور کراچی واپسی کے سلسلے میں تمام واقعات کو با تفصیل بیان کیا گیا ہے۔

اِس کتاب کا ''پیش لفظ'' قائد کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح نے تحریر کیا ہے۔ وہ لکھتیں ہیں کہ قائد اعظم نے زندگی کے تمام معرکے عزم راسخ، عالی حوصلگی اور پا مردی کے ساتھ تن تنہا سر کیے۔ اُن کے عزم میں کس قدر بلندی تھی کہ وہ اپنے غم و اندوہ میں کسی دوسرے کو شریک کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ اُنہوں نے تمام مصائب و آلام کا صبر و سکون اور تحمل و حوصلہ سے مقابلہ کیا اور اس وقت تک سینہ سپر رہے جب تک مرض نے قابو نہ پا لیا۔ جب انہوں نے دوسروں کو شریک کیا تو معاملہ حد سے گزر چکا تھا۔

فاطمہ جناح بھائی کی تیمارداری میں پورے انہماک سے لگی رہیں کہ ڈاکٹروں کو تشویش ہوئی کہیں محترمہ بیمار نہ پڑ جائیں لہٰذا انہوں نے عرض کی کہ وہ بہن کی مدد کے لیے نرس رکھنے کی اجازت دے دیں۔ ڈاکٹروں کی سفارش پر انہوں نے لیڈی کمپاؤنڈر رکھنے کی اجازت دے دی۔

وفات سے کافی مہینے پہلے قائد کو طبیبوں نے بارہا متنبہ کیا کہ کچھ کچھ وقفہ بعد طویل استراحت فرمایا کریں اور محنت کے اوقات کم کر دیں۔ لیکن قائد نے ہمیشہ ان مشوروں کو ان سنا کر دیا اور ان کے برعکس عمل پیرا رہے۔ اُن کا صرف ایک نصب العین تھا۔ جس کے لیے وہ انہماک سے سرگرم عمل تھے کہ پاکستان اُن کی زندگی میں حقیقت کا جامہ پہن لے۔ قائد اعظم نے ڈاکٹروں کی ہدایت پر بھی آرام نہ کیا اور آخری وقت تک اپنے فرض منصبی کو سر انجام دیتے رہے۔

کرنل الٰہی بخش جو کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، لاہور کے پرنسپل رہ چکے ہیں انہوں نے زیارت میں قائد اعظم کے معالج کی حیثیت سے کچھ عرصہ کام کیا۔

کرنل الٰہی بخش کو جولائی ۱۹۴۸ء کے دوسرے پندرھواڑے میں علاج معالجہ کے لیے زیارت طلب کیا گیا جب قائد اعظم کی علالت اچانک تشویشناک شکل اختیار کر گئی تھی۔ الٰہی بخش نے زیارت پہنچتے ہی قائد اعظم کا علاج شروع کر دیا اور کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اُن کے علاج سے ابتداء میں افاقہ ہوا جو زیادہ عرصے قائم نہ رہ سکا۔ ڈاکٹروں نے نہایت خلوص سے اپنی خدمات انجام دیں اور مُوذی مرض پر قابو پانے کے لیے جو اُن کے احاطہ اختیار میں تھا کیا لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

کرنل الٰہی بخش قائد اعظم کے ساتھ گزرے وقت کو روزنامچہ کے طور پر لکھتے رہے۔ وہ تمام باتیں جو قائد اعظم نے اُن آخری دنوں میں کیں الٰہی بخش اُنھیں اپنے پاس محفوظ کرتے گئے۔ قائد اعظم سے پہلی ملاقات سے لے کر جب وہ پہلے پہل اُن سے بڑے تپاک اور شفقت سے ملے تھے اُس آخری لمحے تک جب زبان کو گویائی کا یارانہ نہ رہا۔ یہ کتاب اُنھی یادداشتوں کی صدائے بازگشت ہے۔

پہلی نشست جو ڈاکٹر الٰہی بخش نے ریکارڈ کی اس میں قائد اعظم نے فرمایا "مجھے کوئی خاص عارضہ نہیں سوائے معدے کی خرابی اور تھکان کے۔ جو کام کی زیادتی اور دماغی پریشانیوں کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہے۔ میں اپنی زندگی کے گزشتہ چالیس سالوں میں ہر روز چودہ گھنٹے کام کرتا رہا ہوں۔ لیکن کسی عارضہ کا سامنا نہیں ہوا۔ لیکن گزشتہ چند سالوں میں مجھے کبھی کبھی بخارا ور کھانسی کی شکایت ہوتی رہی۔ بمبئی کے ڈاکٹر اسے پھیپھڑوں کی نالیوں کی سوجن بتاتے تھے۔ معمولی علاج اور آرام کرنے سے بالعموم ہفتے عشرے میں تندرست ہو جاتا تھا۔ لیکن کوئی دو سال سے یہ تکلیف زیادہ تیزی کے ساتھ عود کرنے لگی۔ اور اس کی شدت میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔ جس میں میں بہت نڈھال ہو جاتا ہوں۔" (ص ص۔۱۵-۱۶)

کرنل الٰہی بخش کی ہدایات پر قائد اعظم کے تمام ٹیسٹ اور بیماری کی نوعیت کے لحاظ سے ادویات کا زیادہ ت میں انتظام کیا گیا۔ لاہور کے میو ہسپتال سے ڈاکٹر ریاض علی شاہ، ڈاکٹر عالم، ماہر ایکس ریز، ڈاکٹر غلام محمد، ماہر تشخیص امراض ضروری ساز و سامان اور سفری ایکس ریز کے آلات سیکر یارت پہنچ گئے۔ زندگی کے آخری مہینے میں قائد کا وزن صرف ۸۰ پونڈ رہ گیا تھا۔ (ص۔۶۴)

اس کتاب کے پڑھنے سے ہمیں علم ہوتا ہے کہ قائد سے آخری دنوں میں ملنے کون کون لوگ آئے جیسے مسٹر اصفہانی، مسٹر غضنفر علی خان، حکومت پاکستان کے سیکریٹری جنرل مسٹر محمد علی یہ سب کوئٹہ میں اگست کے مہینے میں قائد کو ملنے آئے۔ جب قائد کی صحت کچھ سنبھل گئی تھی۔ (ص۔۵۴)

اسی طرح اس کتاب سے ہمیں قائد کی پسندیدہ غذاؤں کے متعلق پتہ چلتا ہے۔ قائد اعظم کو سوجی کا حلوہ، پوری اور سپاغتی پسند تھی اور وہ رغبت سے کھاتے تھے۔ پھلوں میں آلو بخارا اور انگور پسند تھے۔ (ص ص۔۵۵)

اس کتاب میں قائد کے بیان کردہ دلچسپ قصے بھی ہیں جو ۲۶ اور ۶۳ صفحات پر درج ہیں۔

قائد اپنے آخری دنوں میں کراچی نہیں جانا چاہتے تھے۔ ایک دن کرنل الٰہی بخش سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "کراچی میں میرے کمرے تک پہنچنے کے لیے برآمدے سے گزرنا پڑتا ہے اور میں نہیں

چاہتا آپ یہ راستہ مجھے اسٹریچر پر لٹا کر طے کریں۔" (ص۔۲۰)

قائد نے کھانے پینے میں دلچسپی ختم کر دی یہ ۲۹ اگست ۱۹۴۸ء کی بات ہے۔ کہنے لگے میں نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔ یہ ایک طرح سے رخصت سفر کی پیش گوئی تھی۔ آپ گیارہ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

مصنف کے بارے میں

ڈاکٹر الٰہی بخش ۱۹۰۴ء میں چک مغلانی (ضلع جالندھر) میں پیدا ہوئے۔ وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۲۱ء میں لندن سے میٹرک کیا۔ گائیز میڈیکل اسکول لندن سے ایم بی ایس اور ایم آر سی پی کی ڈگریاں لیں۔ ۱۹۳۱ء میں ایم ڈی کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد انڈین میڈیکل سروسز میں شمولیت اختیار کی۔

۱۹۳۶ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں فارماکولوجی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ وہ پہلے مسلمان تھے جنہوں نے یہ اعزاز حاصل کیا۔ ۱۹۳۹ء میں جنگ عظیم دوم شروع ہو گئی۔ اس دوران انہیں فوجی خدمات کے لیے طلب کیا گیا۔ ۱۹۴۲ء میں ملایا میں آپ کو جاپانیوں نے قید کر لیا۔ آزادی کے بعد انہوں نے پروفیسر آف میڈیسن اور پرنسپل کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ اس کے علاوہ میو ہسپتال لاہور اور لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور کے چیف میڈیکل سپرنٹنڈنٹ رہے۔ میڈیکل ریفارمز کمیشن کے چیئرمین کی حیثیت سے کمیشن کی رپورٹ تیار کی اور ۱۹۶۰ء میں صدر پاکستان کو پیش کی۔ ان کی وفات کے بعد جامعہ پنجاب نے اپنے خصوصی اجلاس میں ان کی ممتاز حیثیت اور خدمات کو سراہا۔ وہ قائد کے علاوہ علامہ اقبال اور سر عبدالقادر کے معالج بھی رہے۔ آپ نے جدید طبی علاج پر دو جلدوں پر مشتمل ایک کتاب بھی لکھی۔